باب دوم

پاکستان کا قیام

(Making of Pakistan)

تدریسی مقاصد:

اس باب کے مطالعہ کے بعد طلبہ اس قابل ہو جائیں گے کہ وہ:

- تحریکِ پاکستان کے حوالے سے قراردادِ پاکستان کا پس منظر بیان کر سکیں۔
- کرپس مشن 1942ء کی تجاویز اور سیاسی جماعتوں کے ردِعمل سے آگاہی حاصل کر سکیں۔
- جناحؒ۔ گاندھی مذاکرات 1944ء کی ناکامی کی وجوہات بیان کر سکیں۔
- شملہ کانفرنس میں ویول پلان کے نکات کے بارے میں جان سکیں۔
- عام انتخابات 46-1945ء کے قیامِ پاکستان پر اثرات کا جائزہ لے سکیں۔
- مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کے کنونشن 1946ء کی وضاحت کریں۔
- کابینہ مشن پلان 1946ء کے مقاصد اور تجاویز سے واقفیت حاصل کر سکیں۔
- عبوری حکومت 47-1946ء کے بارے میں جان سکیں۔
- 3 جون، 1947ء کے منصوبے پر روشنی ڈال سکیں۔
- ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام کے مقاصد اور اندازِ حکمرانی کو سمجھ سکیں۔
- قیامِ پاکستان کے لیے قائداعظمؒ کا کردار بیان کر سکیں۔

تحریکِ پاکستان (47-1940ء)

(Pakistan Movement 1940-47)

1857ء کی جنگِ آزادی کی ناکامی کے بعد مسلم اکابرین مسلسل اس فکر میں تھے کہ مسلمانوں کو پُرسکون، محفوظ اور باوقار ماحول کیسے فراہم کیا جائے۔ مسلمانوں کو تحفظات دینے کی بات بھی ہوتی رہی لیکن وہ اپنے مستقبل سے مطمئن نہیں تھے۔ کئی شخصیات نے اس حوالے سے برصغیر کو تقسیم کرنے کی رائے پیش کی جن میں سیّد جمال الدین افغانی، عبدالحلیم شرر، عبدالجبار خیری اور عبدالستار خیری (خیری برادران)، مولانا محمد علی جوہر، قائداعظم محمد علی جناحؒ، علامہ محمد اقبالؒ اور چودھری رحمت علی جیسی شخصیات بہت زیادہ اہمیت کی حامل تھیں۔ پاکستان کا مطالبہ پوری مسلم قوم نے بڑے غور و فکر

کے بعد کیا۔ ایسا نہیں تھا کہ یہ مطالبہ وقتی غصّے یا جذبے کے تحت کر دیا گیا ہو۔ اس طرح برصغیر کی تقسیم کا مطالبہ بتدریج پروان چڑھا۔ تحریکِ پاکستان کے حوالے سے 1940ء سے 1947ء تک رُونما ہونے والے اہم واقعات کو ذیل میں بیان کیا جاتا ہے۔

قراردادِ پاکستان 1940ء

(Pakistan Resolution 1940)

آل انڈیا مسلم لیگ کا ستائیسواں سالانہ اجلاس 23 مارچ، 1940ء کو لاہور کے تاریخی پارک ''اقبال پارک'' میں منعقد ہوا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ نے اس اجلاس کی صدارت کی۔ بیگم محمد علی جوہر، آئی آئی چندریگر، مولانا ظفر علی خاں، چودھری خلیق الزّماں، قاضی محمد عیسیٰ، سرعبداللہ ہارون، سردار عبدالرب نشتر اور مولانا عبدالحامد بدایونی جیسی عظیم شخصیات بھی اس اجلاس میں موجود تھیں۔ پورے برصغیر سے بہت بڑی تعداد میں مسلمانوں نے اجلاس میں شرکت کی۔ اجلاس میں قراردادِ لاہور کے نام سے ایک قرارداد شیرِ بنگال اے۔ کے۔ فضل الحق نے پیش کی اور زبردست نعروں کے ساتھ حاضرین نے قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کیا۔ اِس طرح اس تاریخی دن کو مسلمانوں نے اپنی منزل کا تعین کر لیا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے

شیرِ بنگال اے۔ کے۔ فضل الحق

قراردادِ پاکستان کا پس منظر

☆ مسلمان ہندومت کے غلبے سے محفوظ ہونا چاہتے تھے۔ ہندو جماعتیں رام راج کے قیام کا مطالبہ کر رہی تھیں اور ہندومت مسلسل اسلام کو دیگر نظاموں کی طرح اپنے اندر جذب کرنے کے درپے تھا۔ اگر متحدہ برصغیر آزاد ہوتا تو جدید جمہوری نظام جو اکثریت کی حکومت کا نام ہے درحقیقت ہندو اقتدار کی ہی ایک دائمی شکل ہوتی۔ ہندوؤں کے غلبے سے چھٹکارا ضروری تھا اور یہ تقسیم برصغیر کی صورت میں ہی ممکن تھا۔

☆ انگریز حکومت کی موجودگی کے باوجود فرقہ وارانہ فسادات میں مسلمانوں کا خون بری طرح بہایا جاتا رہا۔

☆ مسلمانوں کو معاشرے میں کم تر درجہ دیا جاتا تھا۔ ذات پات، رنگ و نسل اور چھوت چھات کے ہندو معاشرے میں مسلمان باوقار زندگی بسر نہیں کر سکتے تھے۔ ہندو مسلمانوں کو مساوی معاشرتی درجہ دینے کو کبھی بھی تیار نہ تھے۔

☆ انیسویں صدی کے دوسرے نصف اور بیسویں صدی میں مسلمانوں کی زبان، ثقافت اور تہذیب کو ختم کرنے کی ہندوؤں کی کوششیں جاری رہیں۔ صاف دکھائی دیتا تھا کہ اگر ہندوستان ایک ملک کے طور پر آزاد ہوتا تو مسلمانوں کی ثقافت، تہذیب اور زبان ہمیشہ خطرات کا شکار رہتی۔

☆ مسلمان چاہتے تھے کہ اسلام کے نام پر ایک مملکت قائم ہو جہاں وہ اپنی انفرادی و اجتماعی زندگی اسلام کے اصولوں کے مطابق آزادی سے استوار کر سکیں۔

☆ مختلف اہلِ نظر مختلف ادوار میں تقسیم کا اشارہ دیتے رہے لیکن علامہ اقبالؒ نے 1930ء میں مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس الہ آباد کی صدارت کرتے ہوئے تقسیم کا واضح نقشہ مدلّل اور بھرپور انداز میں پیش کیا۔ چودھری رحمت علی نے ایک پمفلٹ ''اب یا کبھی نہیں'' (Now or Never) تیار کر کے لندن میں ہونے والی تیسری گول میز کانفرنس کے شرکا میں تقسیم کیا۔

☆ سندھ مسلم لیگ نے 1938ء میں اپنے سالانہ اجلاس میں تقسیم کے حق میں قرارداد منظور کی۔

☆ 1940ء میں قائداعظمؒ نے قراردادِ پاکستان منظور کروا کے اسے ملّی مطالبے کی شکل دے دی۔

قائداعظمؒ کا خطبہ صدارت

قائداعظمؒ نے 1940ء میں مسلم لیگ کے لاہور اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں مسلمانوں کی جدوجہد کے لیے سمت کا تعین کر دیا۔ ان کے خطبے کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

☆ مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں کیونکہ ان کے رسم و رواج، روایات، تہذیب و ثقافت اور سب سے بڑھ کر اُن کا مذہب جدا ہے۔ صدیوں سے ساتھ ساتھ رہنے کے باوجود ہندو اور مسلمان اپنی اپنی جداگانہ پہچان رکھتے ہیں۔ اگر برصغیر متحدہ صورت میں آزاد ہوتا ہے تو مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت نہیں ہو سکے گی۔

☆ مسلمان علیحدہ مملکت کا مطالبہ کر رہے ہیں تو یہ غیر تاریخی نہیں سمجھا جا سکتا۔ برطانیہ سے آئرلینڈ جدا ہوا، سپین اور پرتگال علیحدہ علیحدہ مملکتیں بنیں اور چیکوسلواکیہ کا وجود بھی تقسیم کا نتیجہ بنا۔ برصغیر کا سیاسی مسئلہ قومی یا فرقہ وارانہ نہیں ہے۔ یہ بین الاقوامی مسئلہ ہے اور اسی تناظر میں اسے حل کرنا ضروری ہے۔

☆ برطانوی ہند ایک برصغیر ہے ملک نہیں اور نہ ہی یہ ایک قوم کا وطن ہے۔ یہاں کئی قومیں رہ رہی ہیں اور اُن کے مفادات علیحدہ علیحدہ ہیں۔

قرارداد:

قرار پایا کہ آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس کی یہ مسلّمہ رائے ہے کہ کوئی آئینی منصوبہ اس ملک میں قابلِ عمل اور مسلمانوں کے لیے قابلِ قبول نہیں ہوگا، تاوقتیکہ وہ مندرجہ ذیل بنیادی اصولوں پر وضع نہ کیا گیا ہو، یعنی جغرافیائی طور پر متّصل وحدتوں کی حد بندی ایسے خطّوں میں کی جائے (مناسب علاقائی ردّوبدل کے ساتھ) کہ جن علاقوں میں مسلمانوں کی اکثریت ہے مثلاً ہندوستان کے شمال مغربی اور مشرقی حصّے، اُن کی تشکیل ایسی ''آزاد ریاستوں'' کی صورت میں کی جائے جن کی مشمولہ وحدتیں خود مختار اور مقتدر ہوں۔ نیز ان وحدتوں اور خطّوں میں اقلیّتوں کے اور ہندوستان کے دوسرے حصّوں، جہاں مسلمان اقلیّت میں ہیں، اُن کے حقوق و مفادات کا مناسب تحفّظ کیا جائے۔

قرارداد پر ردِّعمل

☆ ہندو قائدین نے قرارداد کے خلاف اظہارِ رائے کرنا شروع کر دیا۔ قرارداد کا مذاق اڑایا گیا۔ گاندھی اور ہندوؤں نے بالخصوص قرارداد کی مخالفت کرتے ہوئے اسے قطعاً مسترد کر دیا۔ مسلم لیگ قرارداد کو ''قرارداد لاہور'' پکار رہی تھی لیکن ہندو پریس نے طنزاً اسے ''قرارداد پاکستان'' لکھنا شروع کر دیا۔ مسلمان قائدین نے نئی اصطلاح کو اپنا لیا اور آج اسے ''قرارداد پاکستان'' ہی کہا جاتا ہے۔

☆ برطانوی پریس نے اس قرارداد کو جناحؒ کا پاکستان قرار دیا۔ ہندو اخبار دی ہندوستان ٹائمز، ماڈرن ریویو، اور امرت بازار پتریکا نے تقسیم کے منصوبے کی مخالفت میں اداریے تحریر کیے۔

قائداعظمؒ اور سرسٹیفورڈ کرپس

ہندوؤں کا خیال تھا کہ تقسیم کی تجویز مسترد ہو جائے گی لیکن مسلمانانِ برصغیر نے اپنے مستقبل کا فیصلہ کر لیا تھا۔ صرف سات سالوں بعد ہی انھوں نے اپنی بے پناہ جدوجہد کے نتیجے میں پاکستان بنالیا۔

کرپس مشن 1942ء

(Cripps Mission 1942)

1942ء میں حکومتِ برطانیہ نے سرسٹیفورڈ کرپس (Sir Stafford Cripps) کی قیادت میں ایک مشن برصغیر بھیجا جس نے تمام سیاسی پارٹیوں کو چند نکات پر متفق کرنے کی کوششیں کیں مگر ناکام رہا۔ کرپس نے ناکامی کی ذمہ داری

خود قبول کی اور کسی جماعت کو اس کا ذمہ دار قرار نہ دیا۔

مسلمان تقسیمِ ہندوستان کا مطالبہ قراردادِ پاکستان کے ذریعے کر چکے تھے۔ کانگرسی راہنما حکومت کے خلاف تحریکیں چلا رہے تھے کیونکہ جنگ عظیم دوم (1939-1945ء) میں انگریزوں کے اکھڑتے ہوئے پاؤں دیکھ کر کانگرس طے کر چکی تھی کہ اب برصغیر کے مستقبل کا فیصلہ انگریزوں کی بجائے جاپانی کریں گے۔

کرپس مشن کی تجاویز

کرپس مشن نے درج ذیل تجاویز پیش کیں۔

1- جنگ کے بعد برصغیر تاج برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔

2- دفاع، امور خارجہ، مواصلات وغیرہ سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کر دیے جائیں گے۔

3- آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی منتخب کی جائے گی جس کے چناؤ کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو حاصل ہوگا۔ آئین مکمل ہو گیا تو اسے ہر صوبے کی توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ بااختیار ہوں گے کہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کر لیں۔

4- اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام اٹھائے جائیں گے۔

سیاسی جماعتوں کا ردعمل

☆ کرپس مشن تجاویز میں مسلم لیگ کا الگ وطن کا مطالبہ ماننے کا اشارہ موجود تھا یعنی مسلم اکثریت والے صوبے آئین کو مسترد کر کے اپنی جداگانہ حیثیت قائم کر سکتے تھے۔ یوں پاکستان کی تخلیق کا امکان موجود تھا۔ اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے حوالے سے بھی مسلم لیگ نے اپنے اطمینان کا اظہار کیا۔ کافی غور وفکر کے بعد قائداعظمؒ اور آل انڈیا مسلم لیگ نے اس بنیاد پر کرپس تجاویز کو ماننے سے انکار کر دیا کہ پاکستان کے مطالبے کو صاف صاف الفاظ میں اور فوری طور پر تجاویز میں تسلیم نہیں کیا گیا تھا۔

☆ گاندھی اور اُن کی سیاسی جماعت انڈین نیشنل کانگرس نے بھی تجاویز کو مسترد کر دیا۔ انھوں نے صوبوں کو آئین کے مسترد کرنے والے اختیار کو سخت ناپسند کیا۔ تقسیم کے حوالے سے کسی بھی قسم کی واضح یا مبہم تجویز کو کانگرس ماننے پر آمادہ نہیں تھی۔

جناحؒ - گاندھی مذاکرات 1944ء

(Jinnah - Gandhi Talks 1944)

گاندھی نے جولائی 1944ء میں قائداعظمؒ کو ایک خط لکھا کہ ''آج میرا دل کہہ رہا ہے کہ آپ کو خط لکھوں۔ آپ جب چاہیں، میری اور آپ کی ملاقات ہوسکتی ہے۔ مجھے اسلام یا مسلمانوں کا دشمن نہ سمجھیے۔ میں نہ صرف آپ کا بلکہ ساری دنیا کا دوست اور خادم ہوں۔ مجھے مایوس نہ کیجیے گا''۔ قائداعظمؒ نے جواب میں اگست کے وسط میں ممبئی میں ملاقات کی تجویز پیش کی تاہم عملاً ملاقات ستمبر سے ہونا شروع ہوئی۔ ملاقات میں یہ طے پایا کہ زبانی گفت وشنید کی بجائے مراسلات کا تبادلہ ہو تاکہ فریقین کے نقطہ ہائے نظر کا ریکارڈ محفوظ رہے۔ اِسی ملاقات میں گاندھی نے واضح کیا کہ وہ کانگرس کے نمائندے کی حیثیت سے نہیں بلکہ ذاتی حیثیت سے ملاقات کر رہے ہیں۔ قائداعظمؒ نے اس پر اعتراض کیا اور اس بات پر زور دیا کہ جب تک دونوں اقوام کے نمائندوں کے درمیان گفت وشنید نہ ہو، کسی مثبت نتیجے پر پہنچنے کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ گفت وشنید کا آغاز قراردادِ لاہور سے ہوا جس کی بنیاد دوقومی نظریہ تھی۔ اِن مذاکرات میں گاندھی نے دوقومی نظریہ کو ماننے سے انکار کردیا۔

گاندھی کی تجاویز

قائداعظمؒ کے ساتھ ملاقاتوں اور خطوط کے تبادلوں کے بعد گاندھی نے تجویز پیش کی کہ اگرچہ وہ دوقومی نظریے کا

حامی نہیں لیکن پھر بھی اگر مسلم لیگ چاہتی ہے کہ قراردادِلاہور پر عمل کیا جائے تو اس مسئلے کو مؤخر کر دیا جائے اور پہلے انگریزوں سے مشترکہ طور پر آزادی حاصل کی جائے اور بعد میں کانگرس اور مسلم لیگ مل کر مسئلہ پاکستان کو طے کریں۔

قائداعظمؒ کا جواب

قائداعظمؒ نے گاندھی کے اس انداز کو ایک دھوکا اور مکاری قرار دیا اور اس بات پر زور دیا کہ وہ چاہتے ہیں کہ ہندوستان کی آزادی سے قبل پاکستان کا مسئلہ انگریزوں کو حل کرنا چاہیے کیونکہ کانگرس اور گاندھی پر کسی صورت بھی اعتماد نہیں کیا جا سکتا۔

سی، آر فارمولا 1944ء (C.R Formula 1944)

جب انگریز حکومت نے گاندھی کی ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریک کو سختی سے کچل دیا اور اسے جیل میں ڈال دیا تو اس کی تحریکوں میں جان نہ رہی۔ اب گاندھی نے قائداعظمؒ کو ایک سازشی جال میں پھنسا کر مسلم لیگ کو کمزور کرنے کی کوشش کی۔ اس سازش میں گاندھی نے چکروتی راج گوپال اچاریہ کو استعمال کیا اور اسے کہا کہ تقسیمِ ہند پر اپنی رائے دیں۔ چکروتی راج گوپال اچاریہ انڈین نیشنل کانگرس کا ایک راہنما تھا۔ اس کا تعلق مدراس سے تھا اور عوام میں راجہ جی کے نام سے مشہور تھا۔

چکروتی راج گوپال اچاریہ اور گاندھی سی، آر فارمولے پر گفتگو کرتے ہوئے

مارچ 1944ء میں گاندھی اور راج گوپال اچاریہ نے ایک فارمولے کو حتمی شکل دی۔ اس فارمولے کو ''سی، آر فارمولا'' کہا جاتا ہے۔ اس دوران جیل سے ہی ہندو مسلم مسائل پر گاندھی اور قائداعظمؒ کے درمیان خط و کتابت جاری رہی۔ اس فارمولے کو قائداعظمؒ کے پاس بھیج دیا گیا۔

قائداعظمؒ کو فارمولے کی تفصیلات سے 8 اپریل 1944ء کو آگاہ کیا گیا۔ سی، آر فارمولے کے اہم نکات درج ذیل تھے۔

1- یہ فارمولا کانگرس اور مسلم لیگ کے درمیان سمجھوتے کی وہ بنیاد ہے جس پر گاندھی اور قائداعظمؒ متفق ہوں گے اور وہ اپنی اپنی جماعتوں سے منظور کرانے کی کوشش کریں گے۔

2- جنگ عظیم دوم ختم ہوگی تو ایک مخصوص کمیشن قائم کیا جائے گا جو ہندوستان کے شمال مشرق اور شمال مغرب کے ایسے متصلہ اضلاع کی حدود کا تعین کرے گا جہاں مسلمانوں کی قطعی اکثریت ہے۔ علیحدہ مملکتوں کے قیام کا فیصلہ ہوا تو سرحدوں پر رہائش پذیر عوام دونوں میں سے کسی ایک ریاست میں شامل ہونے کا فیصلہ کریں گے۔

3- آل انڈیا مسلم لیگ ہندوستان کی آزادی کی حمایت کرتی ہے اور وہ اس بات سے بھی اتفاق کرتی ہے کہ وہ عبوری حکومت کے قیام میں آل انڈیا نیشنل کانگرس کے ساتھ مل کر کام کرے گی۔

4- اگر استصواب رائے کا فیصلہ ہوا تو سیاسی جماعتوں کو عوام کے سامنے اپنا اپنا موقف پیش کرنے اور انھیں اپنے حق میں قائل کرنے کے لیے مہم چلانے کا اختیار ہوگا اور وہ پورا پراپیگنڈہ کر سکیں گے۔

5- اگر علیحدہ مملکتوں کے قیام کا فیصلہ ہوا تو دونوں فریق ریاستی اور حکومتی امور پر باہم معاہدوں پر دستخط کریں گے۔

6- اگر آبادی کا تبادلہ کرنا مقصود ہو تو صرف رضا کارانہ بنیادوں پر ہوگا۔

7- فارمولے پر صرف اسی صورت میں عمل ہوگا اگر حکومتِ برطانیہ ہندوستان پر حکومت کرنے کے حق سے دستبردار ہو جائے اور سارے اختیارات مقامی لوگوں کو منتقل ہو جائیں۔

قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کی مجلس عاملہ کے مشورے سے سی، آر فارمولے کو مسترد کر دیا۔

قائداعظمؒ اور لارڈ ویول شملہ کانفرنس 1945ء کے موقع پر

شملہ کانفرنس 1945ء

(Simla Conference 1945)

کرپس مشن کی ناکامی کے بعد انڈین نیشنل کانگرس نے حکومتِ برطانیہ پر دباؤ ڈالنا شروع کر دیا کہ وہ ہندوستان سے اپنا اقتدار ختم کر دے اور اختیارات اکثریتی جماعت کو منتقل کر دے۔ گاندھی نے "سول نافرمانی" اور "ہندوستان چھوڑ دو" تحریکوں کا آغاز کر دیا اور عوام سے کہا کہ وہ عدالتوں اور دفتروں کا بائیکاٹ کریں۔ جلسوں اور جلوسوں کے ذریعے قوت کا زبردست مظاہرہ کیا۔ جنگ کا پانسہ برطانیہ اور اُس کے

اتحادیوں کے حق میں پلٹنے لگا۔ بدلتے ہوئے حالات دیکھ کر کانگرس نے مسلم لیگ کو ساتھ ملا کر اپنے دباؤ کو بڑھانا چاہا۔ گاندھی نے قائداعظمؒ کو مشترکہ جدوجہد میں شامل ہونے کی دعوت دی لیکن وہ ایسے جال میں پھنسنے والے نہیں تھے۔ قائداعظمؒ نے پاکستان کی تخلیق کے علاوہ کسی دوسرے فارمولے پر غور کرنے سے انکار کر دیا۔

لارڈ ویول ہندوستان میں برطانوی وائسرائے تھا۔ اُس نے برصغیر کے مسائل پر غور کرنے کے لیے ایک کانفرنس بلانے کا اعلان کیا تاکہ مستقبل کے آئین، حکومت کی تشکیل اور اسمبلیوں کے چناؤ کے متعلق بنیادی فیصلے کیے جائیں۔ ویول پلان میں درج ذیل نکات شامل تھے۔

1- مستقبل کا دستور برصغیر کی تمام سیاسی طاقتوں کی مرضی سے بنایا جائے گا۔

2- گورنر جنرل کی انتظامی کونسل بنائی جائے گی اور کونسل میں برصغیر کی سیاسی قوتوں کے نمائندے شریک کیے جائیں گے۔ ان میں چھے ہندو اور پانچ مسلمان ہوں گے۔

3- گورنر جنرل اپنی انتظامی کونسل کی صدارت کرے گا اور کمانڈر انچیف کے علاوہ دوسرے تمام ارکانِ کونسل کا تعلق برصغیر سے ہوگا۔ ارکان کا چناؤ گورنر جنرل خود کرے گا۔

4- مرکز میں انتظامی کونسل کو تشکیل دینے کے بعد تمام صوبوں میں بھی انتظامی کونسلیں منظم کی جائیں گی۔

شملہ کانفرنس کا انعقاد

ویول پلان پر غور کرنے کے لیے مختلف سیاسی جماعتوں کے ارکان کو 1945ء میں شملہ کانفرنس میں شرکت کی دعوت دی گئی۔ کانفرنس میں کانگرس کی طرف سے پنڈت نہرو، ابوالکلام آزاد اور بلدیو سنگھ، مسلم لیگ کی طرف سے قائداعظمؒ، لیاقت علی خاں اور سردار عبدالرب نشتر، تمام صوبوں کے وزرائے اعلیٰ اور دیگر پارٹیوں کے نمائندے شریک ہوئے۔

بڑی توقعات کے ساتھ تمام مندوبین نے شملہ کانفرنس میں شرکت کی۔ کانگرس خوش تھی کہ اُسے حکومت سازی کا موقع ملنے والا تھا۔ البتہ اُس نے کانفرنس میں شرکت سے پہلے ہی وضاحت کر دی تھی کہ وہ برصغیر کی تقسیم کے کسی فارمولے

کونہیں مانے گی۔ وائسرائے کی ڈیفنس کونسل پر گفتگو کا آغاز ہوا تو پانچ مسلمان ارکان کی نامزدگی کا مسئلہ درپیش ہوا۔ قائداعظمؒ نے موقف اختیار کیا کہ پانچوں مسلم ارکان کو مسلم لیگ نامزد کرے گی۔ کانگرس چاہتی تھی کہ ایک مسلمان نشست اُسے ملے اور اُس پر ابوالکلام آزاد کا تقرر ہو۔ قائداعظمؒ ڈٹ گئے کیونکہ وہ صرف اور صرف مسلم لیگ کو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت منوانا چاہتے تھے۔ وائسرائے نے ابوالکلام آزاد کی بجائے پنجاب کے وزیراعلیٰ اور یونینیسٹ پارٹی کے سربراہ ملک خضر حیات کی نامزدگی پر قائداعظمؒ کو راضی کرنا چاہا لیکن وہ اپنے موقف پر قائم رہے۔ وہ چاہتے تھے کہ حکومت اور کانگرس صرف مسلم لیگ کو مسلمانوں کی نمائندگی کرنے کا حق دار مان لیں۔ تینوں فریق متفق نہ ہوسکے اور شملہ کانفرنس کوئی نتیجہ اخذ کیے بغیر ختم ہوگئی۔

قائداعظمؒ نے کہا کہ شملہ کانفرنس میں پیش ہونے والا ویول پلان دراصل وائسرائے اور گاندھی کا پھیلایا گیا مشترکہ جال تھا۔ اگر مسلم لیگ پلان قبول کر لیتی تو اُسے پاکستان کے حصول میں کبھی کامیابی نہ ہوتی۔ بظاہر نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ قائداعظمؒ کا مؤقف درست ثابت ہوا کیونکہ آنے والے سال میں ہونے والے عام انتخابات 46-1945ء کے نتائج نے ثابت کر دیا کہ مسلمان صرف اور صرف مسلم لیگ کے ساتھ تھے۔ انھوں نے کانگرس، یونینیسٹ پارٹی اور مسلم مذہبی جماعتوں کو مسترد کرتے ہوئے مسلم لیگ کو ووٹ دے کر اپنی مکمل نمائندگی کا اختیار دے دیا۔ انتخابی نتائج نے قائداعظمؒ کی فراست اور اُن کے مؤقف کی صداقت کا ثبوت فراہم کر دیا۔

عام انتخابات 46-1945ء

(General Elections 1945-46)

شملہ کانفرنس کی ناکامی کے بعد یہ اندازہ لگانا لازم ہوگیا کہ مختلف سیاسی جماعتوں کی عوام میں کیا حیثیت ہے اور وہ برصغیر کے مستقبل کے بارے میں کس جماعت کے مؤقف سے ہم آہنگی رکھتے ہیں۔ اس صورتِ حال میں برطانوی حکومت نے عوامی رجحانات کا پتا چلانے کی خاطر عام انتخابات کے انعقاد کا اعلان کر دیا۔ دسمبر 1945ء میں مرکزی اسمبلی اور جنوری 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کروانے کا فیصلہ ہوا۔ ہندوستان کی تمام جماعتوں نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا۔

کانگرس اور مسلم لیگ کا منشور

کانگرس کا منشور تھا کہ جنوبی ایشیا کو ایک وحدت کی صورت میں آزاد کرایا جائے گا۔ تقسیم کی کوئی سکیم قابل قبول نہ ہوگی۔ کانگرس کا دعویٰ تھا کہ وہ برصغیر میں رہنے والے تمام گروہوں اور فرقوں کی نمائندہ جماعت ہے اور مسلمان بھی کانگرس کے نقطۂ نظر سے ہم آہنگ ہیں۔

قائداعظمؒ کا دعویٰ تھا کہ عام انتخابات پاکستان کے بارے میں استصواب رائے ہوں گے۔ اگر مسلمان مسلم لیگ کا ساتھ دیں تو پاکستان بننے دیا جائے ورنہ اس مطالبہ کو از خود مسترد سمجھا جائے۔ مسلم لیگ نے انتخابی اکھاڑے میں قدم اس دعوے کے ساتھ رکھا کہ وہ برصغیر کے مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت ہے۔ اگرچہ دیگر مسلم جماعتیں بھی تھیں لیکن اُن میں سے کوئی بھی اکثریتی مسلمانوں کی نمائندگی نہیں کرتی تھیں۔ مسلم لیگ چاہتی تھی کہ قراردادِ پاکستان کے مطابق جنوبی ایشیا کو تقسیم کر دیا جائے اور مسلم اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کو مکمل اقتدارِ اعلیٰ حاصل ہو جائے۔

انتخابی مہم

☆ تمام سیاسی جماعتوں نے زبردست مہم چلائی۔ کانگرس ہر صورت مسلم لیگ کے عزائم کو ناکام بنانا چاہتی تھی۔ اُس کے قائدین نے پورے ملک میں شمال سے جنوب اور مشرق سے مغرب تک دورے کیے۔

☆ کانگرس نے یونینیسٹ پارٹی، احرار، جمعیت العلمائے ہند اور دیگر مسلم جماعتوں سے انتخابی اتحاد کیے اور مسلم لیگ کا راستہ روکنے کا ہر ممکن قدم اٹھایا۔

☆ دوسری جانب انتخابات چونکہ مسلمانوں کے لیے موت و حیات کا معاملہ تھا اس لیے مسلم لیگ کے لیڈروں نے ملک گیر دورے کیے۔ قائداعظمؒ نے اپنی خرابیٔ صحت کے باوجود طوفانی دورے کر کے مسلمانوں کو وقت کی ضرورت سے آگاہ کیا۔ مسلم لیگ تیزی سے مقبولیت حاصل کرنے لگی۔ بہت سے مسلمان راہنما اپنی جماعتوں سے قطع تعلق کر کے مسلم لیگ میں شامل ہو گئے۔

☆ قائداعظمؒ نے اپنے جلسوں میں کھلم کھلا کانگرس کو چیلنج کیا کہ انتخابات میں مسلم لیگ، پاکستان کے بارے میں اپنے مطالبے کو سچا ثابت کرے گی اور مسلمانانِ برصغیر پاکستان تخلیق کر کے ہی دم لیں گے۔ مسلم عوام نے زبردست جذبات کا اظہار کیا۔

قائداعظمؒ 1945-46ء کے انتخابات میں عوامی رابطہ مہم کے دوران

مسلم طلبہ میدان میں نکل آئے۔ شہر شہر اور قریہ قریہ لیگی کارکنوں کی ٹولیاں پہنچیں۔

☆ فضا پاکستان زندہ باد کے نعروں سے گونجنے لگی۔ ''بن کے رہے گا پاکستان''، ''لے کے رہیں گے پاکستان'' اور ''پاکستان کا مطلب کیا' لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ'' کے نعرے زبان زدِعام تھے۔ ہر آنے والا دن مسلم لیگ کے مؤقف کو مضبوط سے مضبوط تر بناتا گیا۔

انتخابات کے نتائج

مرکزی قانون ساز اسمبلی کے انتخابات دسمبر 1945ء میں کروائے گئے۔ یہ جداگانہ طریق انتخاب کی بنیاد پر منعقد ہوئے۔ پورے برصغیر میں مسلمانوں کے لیے 30 نشستیں مخصوص تھیں۔ تمام 30 مخصوص مسلم نشستوں پر مسلم لیگ کے ٹکٹ پر کھڑے ہونے والے امیدوار کامیاب ہوئے، یوں مسلم لیگ کو سو فیصد کامیابی ملی۔ 1946ء میں صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات ہوئے۔ مسلمانوں کے لیے تمام صوبائی اسمبلیوں میں مجموعی طور پر 492 نشستیں مخصوص تھیں۔ مسلم لیگ نے 428 نشستیں جیت لیں اور صوبائی سطح پر بھی شاندار فتح حاصل کی۔ کئی سیاسی جماعتوں نے کانگرس کی حمایت کی تھی لیکن مسلم لیگ نے ان سب کو شکست دی۔ انتخابی نتائج نے پاکستان کی بنیاد مضبوط کر دی تھی۔ اب پاکستان کو بننے سے دُنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی تھی۔

مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کا کنونشن 1946ء

(Muslim League Legislators' Convention 1946)

19 اپریل، 1946ء کو دہلی میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے ارکانِ اسمبلی کا ایک کنونشن قائداعظمؒ کی صدارت میں منعقد ہوا جس میں ملک کی صورت حال پر بہت مدلل تقاریر ہوئیں۔ قائداعظمؒ نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ ''کوئی طاقت ہمیں اپنے مقاصد کے حصول سے نہیں روک سکتی۔ امید، حوصلہ مندی اور ایمان کی قوت سے ہم کامیاب ہوں گے۔'' تمام ارکان نے متفقہ طور پر یہ قرارداد پاس کی۔ آپؒ نے مزید فرمایا کہ:

''یہ کنونشن ایک مرتبہ پھر یہ اعلان کرتا ہے کہ متحدہ ہندوستان کی بنیاد پر اگر کوئی دستور مسلط کرنے یا مرکز میں مسلم لیگ کے مطالبے کے خلاف جبراً عبوری انتظام کرنے کی کوشش کی گئی تو مسلمانوں کے لیے اس کے سوا کوئی چارہ نہ ہوگا کہ وہ اپنی بقا اور قومی تحفظ کے لیے تمام ممکن طریقوں سے اس کی مخالفت کریں۔''

قائداعظمؒ کی صاف گو گفتگو، مسلم لیگ کنونشن کی تقریروں اور قرارداد کا یہ اثر ہوا کہ ہندوستان کے سیاسی مسئلے کے حل میں کابینہ مشن کے ارکان کو بھی پاکستان ناگزیر معلوم ہونے لگا۔

مسٹر حسین شہید سہروردی

اس کے بعد ایک اور قرارداد وزیر اعلیٰ بنگال مسٹر حسین شہید سہروردی نے پیش کی جو متفقہ طور پر پاس ہو گئی۔ اس قرارداد میں کہا گیا تھا کہ ''شمال مشرقی خطے میں بنگال اور آسام، شمال مغربی خطے میں پنجاب، صوبہ سرحد (خیبر پختونخوا)، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک آزاد اور خود مختار مملکت کی تشکیل دی جائے۔ اس بات کی حتمی یقین دہانی کرائی جائے کہ پاکستان بلا تاخیر قائم کر دیا جائے گا۔''

اس قرارداد سے وہ ابہام اور سُقم دور ہو گیا جو 1940ء کی قرارداد میں ''ریاستوں'' کا لفظ استعمال کرنے سے پیدا ہو گیا تھا۔ کنونشن کے اختتام سے پہلے ہر ممبر نے قیامِ پاکستان کے لیے جدوجہد کرنے اور اس کے لیے ہر قربانی دینے کا حلف اٹھایا۔

کابینہ مشن پلان 1946ء

(Cabinet Mission Plan 1946)

1945ء میں برطانیہ میں لیبر پارٹی برسرِاقتدار آ گئی۔ برطانوی وزیر اعظم لارڈ ایٹلی نے ہندوستان میں بڑھتی ہوئی سیاسی بے چینی کے پیشِ نظر کابینہ مشن بھیجا۔ اس مشن کے دو بنیادی مقاصد تھے، پہلا ہندوستان کی

کابینہ مشن پلان کے ارکان قائداعظمؒ کے ساتھ

دستوری حیثیت اور حکومت کی شکل واضح کر دی جائے اور دوسرا مسلمانوں اور ہندوؤں میں نفرتوں کی خلیج کو کم کر کے متحدہ ہندوستان ہی میں رکھنے کی کوشش کی جائے لیکن عام انتخابات نے ثابت کر دیا کہ ایسا نہیں ہوسکتا۔ اس مشن میں تین وزرا شامل تھے۔

1- سر سٹیفورڈ کرپس 2- اے۔وی۔الیگزینڈر 3- سر پیتھک لارنس

چونکہ تمام ارکان کا تعلق برطانوی کابینہ سے تھا لہٰذا اسے کابینہ مشن کہا جاتا ہے۔

مختلف سیاسی راہنماؤں سے مذاکرات

☆ کابینہ مشن کے ارکان نے برصغیر میں آ کر مختلف سیاسی راہنماؤں سے مذاکرات کیے۔ گورنروں اور صوبوں کے وزرائے اعلیٰ سے تبادلہ خیال کیا۔ گورنر جنرل کی آرا بھی حاصل کیں۔ مذاکرات میں دونوں بڑی جماعتوں مسلم لیگ اور کانگرس کے موقف بالکل واضح تھے۔ مسلم لیگ نے تقسیم اور تخلیق پاکستان کو مسائل کا واحد حل قرار دیا جبکہ کانگرس نے واحد قوم کی بنیاد پر جنوبی ایشیا میں کسی بھی طرح کی تقسیم کی شدید مخالفت کی۔ اس نے دوقومی نظریہ کو مسترد کیا اور پاکستان کے تصوّر کو سختی سے جھٹلایا۔

☆ مذاکرات میں تناؤ کی کیفیت بھی رہی کیونکہ مشن کو ہندوستان بھیجتے وقت وزیر اعظم برطانیہ نے پارلیمنٹ میں بیان دیا کہ کسی اقلیت کو ویٹو پاور استعمال کرنے کی اجازت نہیں دی جائے گی اور نہ ملکی ترقی کی راہ کو بند کرنے دیا جائے گا۔ کانگرس اس بیان سے بہت خوش ہوئی لیکن قائداعظمؒ نے اس بیان پر کڑی تنقید کی۔ انھوں نے برطانوی وزیر اعظم کو جواب دیا کہ مسلم لیگ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوشاں ہے اور دو قومی نظریے کی بنیاد پر آئینی مسائل حل کرنا چاہتی ہے۔ قائداعظمؒ نے مشن سے بات چیت کے دوران کہا کہ برصغیر ایک ملک نہیں اور نہ یہ ایک قوم کا وطن ہے۔ مسلمان جداگانہ تشخص رکھنے والی قوم ہے جسے اپنے مستقبل کا تعین کرنے کا پورا پورا حق حاصل ہے۔

کابینہ مشن کی تجاویز

کابینہ مشن کے رکان نے تمام سیاسی جماعتوں کے راہنماؤں سے ملاقات کی اور اُن کا نقطۂ نظر معلوم کیا مگر کسی نتیجہ پر نہ پہنچ سکے۔ 16 مئی، 1946ء کو ان اراکین نے اپنی طرف سے ایک منصوبے کا اعلان کیا جس کے نمایاں پہلو درج ذیل ہیں۔

1- برصغیر ایک یونین

برصغیر کو ایک یونین کی شکل دی جائے گی۔ یونین میں کئی صوبے اور متعدد ریاستیں شامل ہوں گی۔ ایک وفاق بنایا جائے گا۔ مرکز کے پاس دفاع، امورِ خارجہ اور مواصلات کے محکمے ہوں گے۔ مرکز کو محصولات عائد کرنے کا اختیار ہوگا، باقی امور صوبوں کے حوالے کر دیے جائیں گے۔

2- صوبائی گروپوں کی تشکیل

صوبوں کو درج ذیل تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا۔

گروپ اے : بمبئی (ممبئی)، مدراس، یو۔پی، بہار، اڑیسہ، سی۔پی

گروپ بی : پنجاب، سرحد (صوبہ خیبر پختونخوا)، سندھ

گروپ سی : بنگال، آسام

یہ ایک نئی نوعیت کا وفاق ہوگا جس میں مرکزی تنظیم، صوبائی تنظیم اور گروپ تنظیم بنائی جائے گی۔ مرکز اور صوبوں کے اختیارات تو کابینہ مشن تجاویز میں واضح کر دیے گئے لیکن صوبوں کی تنظیم اور ہر صوبہ کی تنظیم کے درمیان اختیارات اور امور کی تقسیم کے بارے میں کہا گیا کہ ان کا فیصلہ صوبہ کی تنظیم اور گروپ کی تنظیم خود کرے گی۔ صوبے اور ریاستیں مرکزی قانون ساز اسمبلی اور کابینہ میں نشستیں حاصل کریں گے۔ اس کا دار و مدار اُن کی آبادی پر ہوگا۔ آبادی کے تناسب کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ہر صوبہ کو نمائندگی دی جائے گی۔

3- مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب

صوبائی اسمبلیوں کے ارکان مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب کریں گے۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی پورے برصغیر کے لیے آئین تشکیل دے گی۔ مرکزی آئین بن جائے گا تو تینوں صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین بنائیں گے۔

4- عبوری حکومت

عبوری حکومت فوری طور پر قائم کی جائے گی۔ یہ حکومت آئین کی تشکیل تک عبوری طور پر نظام چلائے گی۔ عبوری حکومت میں بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندے شامل کیے جائیں گے۔ عبوری حکومت میں شامل تمام وزرا مقامی ہوں گے۔ کوئی انگریز کابینہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ کابینہ انتظامی امور میں بااختیار ہوگی۔ مرکزی آئین بننے اور عارضی حکومت کے قیام کے بعد اگر کوئی صوبہ ضروری سمجھے گا تو وہ اپنا گروپ تبدیل کر سکے گا۔ ہر صوبے کو اپنی پسند کے صوبائی

گروپ میں شمولیت کا اختیار ہوگا۔

5- یونین سے علیحدگی

صوبوں کے تینوں گروپوں میں سے کوئی ایک یا دو صوبے یونین سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کرنا چاہیں تو اُنھیں اس امر کی اجازت ہوگی لیکن علیحدگی کا یہ فیصلہ دس سال گزرنے کے بعد کیا جاسکے گا۔ اس نکتہ نے گروپ بی اور گروپ سی کے مسلم اکثریتی علاقوں کو حق دے دیا کہ وہ دس سال بعد پاکستان بنا سکیں گے اور از خود تقسیم کا عمل پورا ہو جائے گا۔

6- حقِ اِسترداد (ویٹو)

کانگرس کو خوش کرنے کے لیے مشن نے اپنی تجاویز میں ایک نکتہ شامل کیا کہ اگر کوئی سیاسی جماعت کابینہ مشن تجاویز کو ناپسند کرتی ہے تو وہ انہیں مسترد کر سکے گی، البتہ عبوری حکومت میں شامل ہونے کا حق صرف اس سیاسی جماعت کو دیا جائے گا جو تجاویز کو قبول کرلے گی۔ ان کا خیال تھا کہ مسلم لیگ کا مطالبہ ''پاکستان'' نہیں مانا جا رہا اس لیے وہ تجاویز کو رد کر دے گی۔ یوں کانگرس کابینہ مشن پلان کی منظوری دے کر بلاشرکتِ غیرے مرکزی عبوری حکومت بنائے گی۔

کابینہ مشن پر سیاسی جماعتوں کا ردِعمل

1- انڈین نیشنل کانگرس

کانگرسی سیاست دانوں نے فوری ردِعمل کے طور پر کابینہ مشن پلان کو بہت پسند کیا۔ کانگرس کے عام ارکان گلیوں بازاروں میں خوشیاں مناتے پھر رہے تھے۔ نہرو نے کہا کہ ''پلان نے جناحؒ کے پاکستان کو دفن کر دیا ہے۔''

2- مسلم لیگ

مسلم لیگ کے کارکن مایوس تھے۔ اُن کا خیال تھا کہ پلان میں پاکستان کا ذکر نہیں آیا اور مسلم لیگ کا مطالبہ مسترد کر دیا گیا ہے۔ قائداعظمؒ نے فرمایا:

''مجھے افسوس ہے کہ مشن کے پلان میں مسلمانوں کے مطالبے کو نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ برصغیر کے مسائل کا حل دو آزاد ریاستوں کے قیام میں مضمر ہے۔''

قائداعظمؒ کا حتمی فیصلہ

مسلم لیگ کونسل نے قائداعظمؒ کو حتمی فیصلہ کرنے کا اختیار دے دیا۔ قائداعظمؒ نے تمام حلقوں کی توقعات کے برعکس کابینہ مشن پلان کو منظور کرلیا۔ کانگرس پریشان ہوگئی۔ اب مسلم لیگی خوش اور کانگرسی مایوس دکھائی دینے لگے۔

قائداعظمؒ نے بیان دیا کہ اگر پلان پر عمل درآمد ہو جاتا ہے تو دس سال کے بعد مسلم اکثریتی علاقوں کو علیحدہ آزاد مملکت بنانے کا موقع مل جائے گا۔ کانگرسی لیڈر بہت الجھ گئے۔ وہ قائداعظمؒ کے تدبر، دوراندیشی اور موٴقف منوانے کی صلاحیتوں سے آگاہ تھے۔ بڑے غور وفکر کے بعد کانگرس نے آدھا پلان ماننے کا اعلان کر دیا۔ وہ عبوری حکومت کی تشکیل اور آئین سازی پر تو راضی ہوگئی لیکن اُس نے صوبوں کی گروپ بندی کو مسترد کر دیا۔

قائداعظم محمد علی جناحؒ کابینہ مشن کے اراکین سے مذاکرات کرتے ہوئے

قائداعظمؒ نے وائسرائے اور کابینہ مشن کے ارکان کو کہا کہ وہ پلان کو مکمل طور پر نافذ کر دے کیونکہ ایک بڑی جماعت یعنی مسلم لیگ نے اسے قبول کر لیا تھا۔ حکومت اپنے وعدے سے مکر گئی اور کانگرس کے بغیر عبوری حکومت کی تشکیل پر رضامند نہ ہوئی۔ عملاً حکومت نے کانگرس سے خوف زدہ ہو کر اصولوں سے انحراف کیا۔ قائداعظمؒ کو وعدہ خلافی پر بہت دکھ ہوا اور انھوں نے راست اقدام کا اعلان کر دیا۔ مسلم لیگ نے 16 اگست، 1946ء کا دن یومِ راست اقدام قرار دیا۔

کرپس مشن اور کابینہ مشن پلان کی تجاویز کا تقابلی جائزہ

(Comparison of Cripps and Cabinet Mission Plans' Proposals)

کرپس مشن کی تجاویز	کابینہ مشن کی تجاویز	تقابلی جائزہ
1- جنگ کے بعد برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا لیکن اندرونی اور بیرونی معاملات میں برطانوی حکومت کسی طرح کی دخل اندازی سے گریز کرے گی۔ 2- دفاع، امورِ خارجہ، مواصلات وغیرہ سمیت تمام شعبے ہندوستانیوں کے سپرد کردیے جائیں گے۔ 3- آئین سازی کے لیے ایک مرکزی اسمبلی منتخب کی جائے گی جس کے لیے چناؤ کا اختیار صوبائی قانون ساز اسمبلیوں کے ارکان کو حاصل ہوگا۔ آئین مکمل ہو گیا تو اسے ہر صوبے کی توثیق کے لیے بھیجا جائے گا۔ جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ بااختیار ہوں گے کہ وہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کرلیں۔ 4- اقلیتوں کے حقوق کے تحفظ کے لیے مناسب اقدام اٹھائے جائیں گے۔	1- برصغیر کو ایک یونین کی شکل دی جائے گی۔ یونین میں کئی صوبے اور متعدد ریاستیں شامل ہوں گی۔ ایک وفاق بنایا جائے گا۔ مرکز کے پاس دفاع، امورِ خارجہ اور مواصلات کے محکمے ہوں گے۔ مرکز کو محصولات عائد کرنے کا اختیار ہوگا، باقی امور صوبوں کے حوالے کردیے جائیں گے۔ 2- صوبوں کو درج ذیل تین گروپوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ گروپ اے: بمبئی (ممبئی)، مدراس، یو۔پی، بہار، اڑیسہ، سی۔پی گروپ بی: پنجاب، سرحد (خیبر پختونخوا)، سندھ گروپ سی: بنگال، آسام یہ ایک نئی نوعیت کا وفاق ہوگا جس میں مرکزی تنظیم، صوبائی تنظیم اور گروپ تنظیم بنائی جائے گی۔ صوبے اور ریاستیں مرکزی قانون ساز اسمبلی اور کابینہ میں نشستیں حاصل کریں گے۔ اس کا دارومدار اُن کی آبادی پر ہوگا۔ آبادی کے تناسب کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہر صوبہ کو نمائندگی دی جائے گی۔ 3 - صوبائی اسمبلیوں کے ارکان مرکزی آئین ساز اسمبلی کا انتخاب کریں گے۔ مرکزی آئین ساز اسمبلی پورے برصغیر کے لیے آئین تشکیل دے گی۔ مرکزی آئین بن جائے گا تو تینوں صوبائی گروپ اپنے اپنے آئین بنائیں گے۔ 4- عبوری حکومت فوری طور پر قائم کی جائے گی۔ یہ حکومت آئین کی تشکیل تک عبوری طور پر نظام چلائے گی۔ عبوری حکومت میں بڑی سیاسی جماعتوں کے نمائندے شامل کیے جائیں گے۔ عبوری حکومت میں شامل تمام وزرا مقامی ہوں گے۔ کوئی انگریز کابینہ میں شامل نہیں کیا جائے گا۔ کابینہ انتظامی امور میں بااختیار ہوگی۔ مرکزی آئین بننے اور عارضی حکومت کے قیام کے بعد اگر کوئی صوبہ ضروری سمجھے گا تو وہ اپنا گروپ تبدیل کر سکے گا۔ ہر صوبے کو اپنی پسند کے صوبائی گروپ میں شمولیت کا اختیار ہوگا۔ 5- صوبوں کے تینوں گروپوں میں سے کوئی ایک یا دو صوبے یونین سے علیحدہ ہونے کا فیصلہ کرنا چاہیں تو انہیں اس امر کی اجازت ہوگی لیکن علیحدگی کا یہ فیصلہ دس سال گزرنے کے بعد کیا جا سکے گا۔ اس نکتہ نے گروپ بی اور گروپ سی کے مسلم اکثریتی علاقوں کو حق دے دیا کہ وہ دس سال بعد پاکستان بنا سکیں گے اور از خود تقسیم کا عمل پورا ہو جائے گا۔ 6- عبوری حکومت میں شامل ہونے کا حق صرف اس سیاسی جماعت کو دیا جائے گا جو تجاویز کو قبول کرلے گی۔	1- کرپس مشن صرف ایک رُکن پر مشتمل تھا جبکہ کابینہ مشن میں تین ارکان شامل تھے۔ 2- دونوں مشنوں میں مستقبل کی ریاستوں کا خاکہ موجود تھا۔ کرپس مشن میں کہا گیا جو صوبے آئین کو پسند نہیں کریں گے وہ بااختیار ہوں گے کہ مرکز سے علیحدہ ہو کر اپنی آزاد حیثیت قائم کرلیں۔ کابینہ مشن میں گروپ بی اور گروپ سی کی صورت میں برصغیر کی تقسیم کا واضح تصور دیا گیا۔ 3- کرپس مشن کی تجاویز کے مطابق برصغیر تاجِ برطانیہ کے ماتحت ہوگا جبکہ کابینہ مشن کی تجاویز میں کہا گیا کہ برصغیر کو ایک یونین کی شکل دی جائے گی۔ 4- کابینہ مشن کے بعد گاندھی نے ''سول نافرمانی'' اور ''ہندوستان چھوڑ دو'' تحریکوں کا آغاز کردیا جبکہ کابینہ مشن کے بعد قائداعظمؒ نے مسلمانوں سے یوم راست اقدام (Direct Action) منانے کی اپیل کی۔ 5- دونوں مشنوں کا مقصد برصغیر میں بے چینی کے خاتمے کے لیے ایک ایسا دستوری حل تلاش کرنا تھا جو دونوں بڑی جماعتوں کانگریس اور مسلم لیگ کے لیے قابلِ قبول ہو۔ 6- کرپس مشن نے ناکامی کی ذمہ داری خود قبول کی جبکہ کابینہ مشن نے ناکامی کا ذمہ دار سیاسی جماعتوں کو قرار دیا۔

عبوری حکومت 1946-47ء
(Interim Government 1946-47)

مناسب تو یہ تھا کہ وائسرائے مسلم لیگ کو عبوری حکومت تشکیل دینے کی دعوت دیتا کیونکہ اس جماعت نے پورا کابینہ مشن پلان منظور کر لیا تھا۔ پلان میں درج تھا کہ ایک بھی بڑی جماعت آمادہ ہوگئی تو مکمل پلان نافذ کر دیا جائے گا لیکن ایسا نہ ہوا۔ وائسرائے ہند نے انڈین نیشنل کانگرس اور آل انڈیا مسلم لیگ دونوں کو حکومت سازی کی دعوت دی اور غیر اخلاقی طور پر پنڈت نہرو کو وزیر اعظم کا عہدہ سونپا گیا۔

پلان کے مطابق کانگرس اور مسلم لیگ نے بالترتیب چھے اور پانچ وزرا نامزد کرنے تھے۔ کانگرس نے فوری طور پر کابینہ بنانا شروع کر دی۔ پنڈت نہرو نے مسلم لیگ کو پانچ ارکان نامزد کرنے کی دعوت دی۔ مسلم لیگ، حکومت کی بد عہدی سے مایوس اور ناراض تھی۔ وائسرائے نے بھی مسلم لیگ کو عبوری حکومت میں شامل ہونے کے لیے کہا لیکن مسلم لیگ نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ بات آگے نہیں بڑھ رہی تھی۔

مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں سوچا گیا کہ 1937-39ء کی کانگرسی وزارتوں کے دور کو دہرانا ہیں چاہیئے ورنہ ہندو دوبارہ ظلم و زیادتیاں کریں گے۔ مزید یہ بھی نظر آ رہا تھا کہ انگریز ہندوستان چھوڑنے والے تھے۔ ایسے حالات میں اگر کانگرس کی حکومت کی اجارہ داری ہوتی تو مسلمانوں کے لیے بہت سے مسائل کھڑے ہو جاتے۔ حکومتی زیادتیوں کے باوجود طے پایا کہ وائسرائے ہند کی دعوت قبول کر لی جائے اور مسلم لیگ عبوری حکومت میں پانچ وزرا بھیج دے۔

قائداعظمؒ نے وائسرائے ہند کے ساتھ بات چیت کے بعد اُس سے تعاون پر آمادگی کا اظہار کیا۔ مسلم لیگ نے عبوری حکومت میں شریک ہو کر اپنا کردار ادا کرنے کا اعلان کر دیا۔

پانچ مسلم لیگی وزرا درج ذیل تھے۔

1- لیاقت علی خاں   2- عبدالرب نشتر   3- آئی۔آئی چندریگر

4- راجہ غضنفر علی خاں   5- جوگندر ناتھ منڈل

جوگندر ناتھ منڈل کا تعلق اچھوت برادری سے تھا۔ مسلم لیگ نے انھیں نامزد کر کے ثابت کیا کہ وہ نہ صرف مسلمانوں

بلکہ دیگر اقلیتوں کے حقوق کی محافظ ہونے کا کردار ادا کر رہی ہے۔ کانگرس نے ایک مسلمان ابوالکلام آزاد کو کابینہ میں شامل کر کے بظاہر یہ کہنا چاہا کہ وہ مسلمانوں کی بھی نمائندگی کرتی ہے۔

3 جون، 1947ء کا منصوبہ
(3rd June 1947 Plan)

لارڈ ویول کی ناکامی

لارڈ ویول بطور وائسرائے نہ تو ویول پلان کو کامیاب بنا سکا اور نہ ہی کابینہ مشن پلان کامیابی سے ہمکنار ہوا۔ کانگرس کی خوشنودی حاصل کرنے کی کوشش میں آدھے کابینہ مشن پلان پر عمل درآمد کی کوشش کی گئی یعنی صوبوں کے گروپ نہ بنانے اور عبوری حکومت و آئین سازی کے کاموں پر عمل درآمد شروع کر دیا گیا۔ قائداعظمؒ نے مصلحتاً عبوری حکومت میں تو مسلم لیگ کو شریک ہونے کی اجازت دے دی لیکن انھوں نے آئین ساز اسمبلی کے اجلاسوں کا بائیکاٹ کرنے کا فیصلہ کیا۔ قائداعظمؒ پورے پلان پر عمل درآمد چاہتے تھے۔ اس طرح آئین سازی کا عمل جاری نہ ہو سکا اور جو تعطل پیدا ہوا اُس سے مایوس ہو کر حکومتِ برطانیہ نے نئی راہ اختیار کرنے کا فیصلہ کر دیا۔ اقتدار کی منتقلی کے آخری مرحلے پر عمل درآمد کے لیے برطانوی حکومت نے لارڈ ویول کی جگہ لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو مارچ 1947ء میں وائسرائے ہند بنا کر بھیجا۔ برطانوی وزیراعظم نے 20 فروری، 1947ء کو اعلان کیا کہ برصغیر سے برطانوی راج جون 1948ء تک ختم ہو جائے گا۔

سیاسی قائدین سے مذاکرات

قائداعظمؒ اور لارڈ ماؤنٹ بیٹن 3 جون، 1947ء کو تقسیم کے منصوبے پر تبادلۂ خیال کرتے ہوئے

برطانوی حکومت نے آخر کار اپنے اقتدار کی بساط لپیٹنے کے لیے حتمی منصوبہ بندی شروع کر دی۔ برطانوی وزیراعظم نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کو واضح ہدایات دے کر برصغیر بھیجا جس نے آتے ہی بڑی جماعتوں کے اہم راہنماؤں سے ملاقاتیں اور مذاکرات کیے۔ وہ دیسی ریاستوں کے نوابوں اور راجاؤں سے ملا۔ اسے سمجھ

آ گئی کہ تقسیم کے علاوہ کوئی اور حل تلاش نہیں کیا جاسکتا۔ اب معاملہ یہ تھا کہ تقسیم کے اصول کیا مقرر کیے جائیں۔ کانگرسی راہنما بھی یکے بعد دیگرے دو قومی نظریے کو حقیقت سمجھنے لگے۔ ماؤنٹ بیٹن اور لیڈی ماؤنٹ بیٹن کے نہرو خاندان سے ذاتی تعلقات تھے۔ کانگرس کے دیگر راہنما بھی ماؤنٹ بیٹن کو اپنا ہمدرد اور دوست خیال کرتے تھے۔ تقسیم کو ناگزیر سمجھتے ہوئے اب ماؤنٹ بیٹن سے مل کر سازش تیار کی گئی کہ تقسیم کا عمل اس طرح مکمل ہو کہ ایک کٹا پھٹا، غیر متوازن اور کمزور پاکستان تخلیق کیا جائے جو جلد ہی بھارت کا حصہ بننے پر مجبور ہو جائے۔ ماؤنٹ بیٹن نے اپنے ذاتی عملے کی مدد کے ساتھ دونوں ممالک کی حدود کا تعین کرنے کے لیے بنیادی اصول ترتیب دینے شروع کیے۔ اس نے کانگرسی لیڈروں کو درپردہ یقین دلایا کہ تقسیم کا عمل کانگرس کی مرضی کے مطابق طے پائے گا اور ان کی شرائط کو فوقیت دی جائے گی۔ یہ ایک سازش کا نتیجہ تھا کہ کانگرس کے اہم لیڈر تقسیم کی مخالفت سے گریز کرنے لگے۔ کانگرس سے ملی بھگت کے نتیجے میں تیار ہونے والے منصوبے کو لارڈ ماؤنٹ بیٹن لندن لے گیا اور برطانوی حکومت کی توثیق حاصل کرلی۔

کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد

لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے لندن سے واپسی پر ایک کُل جماعتی کانفرنس بلائی جس میں قائداعظمؒ، لیاقت علی خاں، سردار عبدالرب نشتر، پنڈت نہرو، سردار پٹیل، اچاریہ کرپلانی اور بلدیو سنگھ نے شرکت کی۔ وائسرائے ہند نے کانفرنس میں تقسیم کے منصوبے کے مختلف پہلوؤں کی وضاحت کی۔ بعد ازاں ہر جماعت کے راہنماؤں سے علیحدہ علیحدہ ملاقاتیں کیں۔ 3 جون، 1947ء کو کانفرنس کا دوسرا اجلاس منعقد ہوا اور تمام راہنماؤں نے منصوبے کی منظوری دے دی۔ اگرچہ مسلمانوں سے بدعہدی کی گئی تھی اور کانگرسی لیڈروں کی خوشنودی کے لیے منصوبے میں ناانصافیوں سے کام لیا گیا تھا لیکن قائداعظمؒ نے اس کے باوجود بادلِ ناخواستہ منصوبے کو قبول کرلیا۔ دونوں بڑی جماعتوں کے نمائندوں نے ریڈیو پر تقاریر کیں۔ قائداعظمؒ نے اپنی تقریر پاکستان زندہ باد کے نعرے پر ختم کی۔

3 جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات

حکومت نے تقسیم برصغیر کا فیصلہ کرلیا۔ دو مملکتوں کے قیام کا اصولی مؤقف تسلیم کرکے حکومت نے تفاصیل طے کیں اور مختلف صوبوں اور ریاستوں کے مستقبل کے بارے میں لائحہ عمل مرتب کیا۔

1- صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال

صوبہ پنجاب اور صوبہ بنگال کی صوبائی اسمبلیوں کی مسلم اکثریت اور غیر مسلم اکثریت کے اضلاع کے نمائندے

الگ الگ کثرت رائے سے اس بات کا فیصلہ کریں گے کہ وہ اپنے صوبوں کی تقسیم چاہتے ہیں یا نہیں۔ اگر دونوں میں سے ایک گروپ نے بھی تقسیم کے حق میں فیصلہ دے دیا تو ایک حد بندی کمیشن مقرر کیا جائے گا جو سرحدوں کا تعین کرے گا۔

2- شمالی مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا)

شمالی مغربی سرحدی صوبہ کے عوام استصوابِ رائے سے براہ راست فیصلہ کریں گے کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا ہندوستان میں۔ قبائلی علاقوں کے ساتھ سیاسی مسائل استصوابِ رائے کے بعد بننے والی حکومت خود طے کرے گی۔ استصوابِ رائے گورنر جنرل خود کروائے گا اور اس کے لیے اسے صوبائی حکومت کا تعاون حاصل ہوگا۔

3- صوبہ سندھ

صوبہ سندھ کی اسمبلی کے ارکان اپنے صوبے کے مستقبل کا فیصلہ کریں گے اور طے کیا جائے گا کہ وہ دونوں میں سے کس ملک سے الحاق چاہتے ہیں۔ ووٹنگ میں سندھ اسمبلی کے یورپی ارکان کو رائے کے اظہار کا حق حاصل نہیں ہوگا۔

4- بلوچستان

بلوچستان کو ابھی تک صوبہ کا درجہ نہیں ملا تھا اس لیے منصوبے کے مطابق کوئٹہ میونسپلٹی اور علاقے کے شاہی جرگے کے ارکان کی رائے طلب کی جائے گی۔ سرکاری ارکان کو رائے دہی میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

5- ضلع سلہٹ

آسام کا ضلع سلہٹ مسلم آبادی کا ضلع تھا۔ منصوبے کے مطابق سلہٹ میں استصوابِ رائے کرائے جانے کا فیصلہ ہوا اور استصوابِ رائے صوبہ بنگال کی دو حصوں میں تقسیم کے بعد ہوگا۔ اگر عوام کی اکثریت نے مشرقی بنگال میں شامل ہونے کا فیصلہ کیا تو وہ پاکستان کا حصہ بن جائیں گے۔

6- غیر مسلم اکثریتی صوبے

سلہٹ کے علاوہ باقی پورا آسام بھارت کا حصہ بنے گا۔ اسی طرح بہار، اڑیسہ، یو۔ پی، سی۔ پی، بمبئی (ممبئی) اور مدراس بھارت میں شامل کیے جائیں گے۔

7- دیسی ریاستیں

برصغیر میں لگ بھگ چھ سو دیسی (شاہی) ریاستیں تھیں، جن کے حکمران نواب اور راجا تھے، ان میں اہم ریاستیں جموں و کشمیر،

کپورتھلہ، بیکانیر، حیدرآباد دکن، سوات، دیر، پٹیالہ، بہاولپور اور جونا گڑھ تھیں۔ ریاستوں کو اختیار دیا گیا کہ وہ اپنے مستقبل کا خود فیصلہ کر لیں اور دونوں میں سے جس ملک سے چاہیں الحاق کر لیں۔

3 جون 1947ء کے منصوبہ پر عمل

☆ صوبہ پنجاب کی صوبائی اسمبلی کے ممبران کی اکثریت نے پاکستان کے حق میں ووٹ دیا۔ اس طرح پنجاب کو تقسیم کرنے کا فیصلہ کیا گیا اور یہ کام ایک حد بندی کمیشن کے سپرد ہوا۔ کمیشن کا سربراہ ایک برطانوی وکیل سر ریڈ کلف کو بنایا گیا۔ دو مسلمان جج جسٹس شاہ دین اور جسٹس محمد منیر مسلمانوں کی طرف سے اور دو غیر مسلم جج جسٹس مہر چند مہاجن اور جسٹس تیجا سنگھ غیر مسلموں کی طرف سے مقرر کیے گئے۔ سر ریڈ کلف نے لارڈ ماؤنٹ بیٹن کے زیر اثر غیر منصفانہ فیصلے کیے۔ ضلع گورداسپور مسلم اکثریتی ضلع تھا لیکن اس کی تین تحصیلیں بھارت میں شامل کر دی گئیں۔ ضلع جالندھر اور ضلع فیروز پور کے مسلم اکثریتی علاقے بھی پاکستان کے حوالے نہ کیے گئے۔ مادھو پور ہیڈ ورکس بھارت کو دے کر پاکستان سے ناانصافی کی گئی۔

☆ صوبہ بنگال کے لیے بنائے گئے حد بندی کمیشن کا سربراہ بھی سر ریڈ کلف تھا۔ اس کی مدد کے لیے مسلمانوں کی جانب سے جسٹس ابو صالح محمد اکرم اور جسٹس ایس۔ اے۔ رحمان جبکہ غیر مسلموں کی طرف سے جسٹس سی۔ سی۔ بسواس اور جسٹس بی۔ اے۔ مکرجی کو لیا گیا۔ بنگال کو مسلم اور غیر مسلم اکثریتی علاقوں میں تقسیم کرتے وقت حد بندی کی گئی تو وہاں بھی پنجاب کی طرح ناانصافیوں سے کام لیا گیا اور بہت سے مسلم اکثریتی علاقے بھارت کو سونپ دیے گئے۔ کلکتہ، مرشد آباد اور ندیا کے مسلم اکثریتی اضلاع سے پاکستان کو محروم کر دیا گیا۔ بہر حال صوبہ بنگال کا مشرقی حصہ پاکستان میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

☆ شمال مغربی سرحدی صوبے (صوبہ خیبر پختونخوا) میں استصواب رائے کروایا گیا۔ عوام کی اکثریت نے اپنا فیصلہ پاکستان کے حق میں دیا۔ آل انڈیا مسلم لیگ کو تاریخی کامیابی ملی۔ سردار عبدالرب نشتر، خان عبدالقیوم خاں اور پیر مانکی شریف سمیت مسلم لیگی راہنماؤں نے صوبہ بھر کا دورہ کیا اور نتائج حسبِ توقع نکلے۔ اس طرح شمال مغربی سرحدی صوبہ (صوبہ خیبر پختونخوا) پاکستان کا حصہ بن گیا۔

☆ سندھ صوبائی اسمبلی کے ممبران کی واضح اکثریت نے بھی پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا جس سے صوبہ سندھ پاکستان کا حصہ بن گیا۔

☆ کوئٹہ میونسپلٹی کے ممبران اور شاہی جرگے نے اتفاق رائے سے قائداعظمؒ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے پاکستان میں شامل ہونے کا فیصلہ کرلیا۔ قاضی محمد عیسیٰ، نواب محمد خان جوگیزئی اور میر جعفر خان جمالی نے پاکستان کے حق میں زبردست مہم چلائی۔ نواب آف قلات نے پاکستان کی حمایت کی۔ اس طرح بلوچستان پاکستان میں شامل ہوگیا۔

☆ ضلع سلہٹ میں استصوابِ رائے (ریفرینڈم) کرایا گیا۔ مسلم لیگ نے زبردست مہم چلائی۔ مولانا بھاشانی، چودھری فضل القادر اور عبدالصبور خان جیسے لیڈروں نے دن رات محنت کی۔ استصوابِ رائے میں عوام نے پاکستان کے حق میں فیصلہ دیا اور سلہٹ پاکستان کا حصہ بن گیا۔

☆ آسام، یو۔پی، سی۔پی، مدراس، بمبئی (ممبئی)، بہار اور اڑیسہ جیسے صوبے جہاں مسلمانوں کی تعداد غیر مسلموں کے مقابلے میں کم تھی ہندوستان میں شامل کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔

☆ برصغیر میں 635 دیسی ریاستیں تھیں جن کے حکمران نواب اور راجا تھے۔ ریاستوں میں سے بہت بڑی تعداد نے ازخود دونوں ممالک میں سے کسی ایک ملک سے الحاق کرلیا۔ ریاست جموں وکشمیر، ریاست حیدرآباد دکن، ریاست جوناگڑھ، منگرول اور ریاست مناوادر کا فیصلہ نہ ہوسکا۔ انڈیا نے بعدازاں فوج کشی کر کے ان ریاستوں پر قبضہ کرلیا۔ ریاست جموں وکشمیر کے علاوہ باقی ریاستوں میں مسلمان اقلیت میں تھے اس لیے پاکستان نے صرف مسلم اکثریتی ریاست جموں وکشمیر کے حوالے سے عوامی حقوق کا سوال اٹھایا۔ پاکستان کا مؤقف رہا ہے کہ ہر ریاست کے عوام کے حق خودارادیت کا احترام ہونا چاہیے اور اُن کی مرضی سے ریاست کے مستقبل کے بارے میں فیصلہ کیا جانا چاہیے۔

تقسیم اور تخلیقِ پاکستان 1947ء
(Partition and the Creation of Pakistan 1947)

حکومتِ برطانیہ نے 18 جولائی 1947ء کو برصغیر کو دو ممالک میں تقسیم کرنے کے لیے قانونِ آزادی ہند منظور کیا۔ یہ قانون 3 جون 1947ء کے منصوبے کو پیشِ نظر رکھ کر تیار کیا گیا جس کی رُو سے پاکستان اور ہندوستان، دو ممالک دنیا کے نقشے پر اُبھرے۔ 14 اگست 1947ء کو پاکستان اور 15 اگست 1947ء کو ہندوستان کی آزادی کا اعلان کر دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور قائداعظمؒ جیسے مخلص اور بے لوث راہنما کی کوششوں سے علامہ محمد اقبالؒ کا خواب شرمندۂ تعبیر ہوا اور پاکستان بے شمار مخالفتوں کے باوجود دنیا کے نقشے پر اُبھرا۔

ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام
(British Colonialism in India)

☆ یورپی اقوام نے ایشیا اور افریقہ کے دیگر ممالک پر اپنا اقتدار قائم کر کے جو نظامِ حکومت قائم کیا اسے نوآبادیاتی نظام کہتے ہیں۔ نوآبادیاتی نظام بنیادی طور پر غیر ملکی حکمرانوں کے مفادات کی حفاظت اور فروغ کے لیے قائم کیا جاتا ہے۔ اس کا ایک مقصد یہ ہوتا ہے کہ دوسرے ممالک میں اپنا اقتدار قائم کر کے وہاں کے وسائل کو حاکم قوم اپنے فائدے کے لیے استعمال کرے۔ یورپی اقوام نے ان علاقوں کو اپنے تیار کردہ سامان کی کھپت کے لیے منڈی سمجھا اور ان کی ترقی کی طرف توجہ نہ دی۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ عام آدمی کی حالت بہت خراب ہوگئی۔

☆ 1498ء میں پرتگالی جہاز ران واسکوڈے گاما، راس امید (Cape of Good Hope) کا چکر کاٹ کر مشرقی افریقہ کے ساحل پر پہنچا۔ وہاں سے ایک عرب جہاز ران کی مدد حاصل کر کے وہ جنوبی برصغیر کی بندرگاہ کالی کٹ پہنچا۔ کالی کٹ کے ہندو راجا نے پرتگالی جہاز رانوں کی خوب آؤ بھگت کی اور تجارت کے لیے خاصی مراعات دیں۔ آہستہ آہستہ پرتگالیوں نے یہاں آ کر آباد ہونا شروع کر دیا۔ یورپ کی دوسری اقوام خصوصاً ولندیزی، ہسپانوی، فرانسیسی اور انگریز نے بھی دوسرے براعظموں میں قدم جمانے شروع کر دیے۔ پہلے ان اقوام نے تجارت کا نام لے کر مقامی آبادی کو لوٹا پھر آہستہ آہستہ قلعہ بندیاں کر کے اپنے قدم مضبوطی سے جمانے شروع کر دیے۔ اس طرح انھوں نے اپنی نوآبادیات قائم کرلیں۔ افریقہ اور ایشیا میں رہنے والے مسلمانوں کی غلامی کے دور کا آغاز یہیں سے ہوا۔

☆ برصغیر میں واسکوڈے گاما کی آمد کے بعد یورپی تاجروں کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ سولھویں صدی عیسوی میں چونکہ مقامی حکمرانوں میں نفاق تھا اور ان کی فوجی قوت بہت کمزور تھی۔ وہ پُرتگالیوں کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ نہ کر سکے اس لیے پُرتگالیوں نے گوا (بھارت) اور اردگرد کے ساحلی علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ انھوں نے ان علاقوں کے باشندوں پر کافی ظلم کیے اور قلعہ بندیاں اور لوٹ کھسوٹ شروع کر کے خوب دولت سمیٹی۔

☆ پُرتگالیوں کی دیکھا دیکھی یورپ کی کئی دیگر اقوام نے بھی برصغیر سے تجارت شروع کی۔ ان میں فرانسیسی اور انگریز قابلِ ذکر ہیں۔ فرانسیسیوں نے بھی انگریزوں کی طرح تجارت کی غرض سے پانڈی چری (بھارت) کے ساحلی علاقے میں قدم جمانے شروع کر دیے اور تجارت کے ساتھ ساتھ برصغیر میں اپنا اقتدار قائم کرنا شروع کیا۔ قلعہ بندیاں قائم کر کے مختلف علاقوں پر قبضہ کرلیا۔ البتہ انگریزوں کے سامنے فرانسیسیوں کی زیادہ نہ چل سکی۔

انگریزوں نے فرانسیسیوں کو برصغیر سے نکال دیا اور وہ اپنے اقتدار کو تیزی سے بڑھانے لگے۔

☆ برطانیہ کی ایسٹ انڈیا کمپنی نے مُغل بادشاہ جہانگیر اور شاہ جہاں سے برصغیر میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کی۔ انگریزوں نے سورت (بھارت) کے مقام پر ایک تجارتی کوٹھی قائم کی۔ اس کے بعد انھوں نے چنائی (بھارت) کے ساحل پر مزید تجارتی کوٹھیاں بھی بنائیں۔

☆ اٹھارھویں اور انیسویں صدی عیسوی میں انگریزوں نے مقامی حکمرانوں کی ناچاقی اور کمزوریوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عیّاری اور سازشوں سے برصغیر کے بیشتر علاقوں کو اپنے قبضے میں کرلیا۔ انگریزوں کے نوآبادیاتی اقتدار میں تیزی سے اضافہ 1757ء کی جنگِ پلاسی سے ہوا جب انھوں نے میر جعفر کو اپنے ساتھ ملا کر بنگال کے حکمران نواب سراج الدولہ کو شکست دی۔ 1764ء میں بکسر کی لڑائی میں مغل بادشاہ شاہ عالم ثانی اور میر قاسم کو شکست دے کر انگریزوں نے اَودھ اور بنگال پر قبضہ کرلیا۔

☆ میسور کی طاقتور مسلمان ریاست کے حاکم حیدر علی نے انگریزوں کی بڑھتی ہوئی طاقت کا جواں مردی سے مقابلہ کیا۔ حیدر علی کی وفات کے بعد ان کے بیٹے سلطان فتح علی خاں ٹیپو نے انگریزوں کے خلاف جہاد جاری رکھا۔ انگریزوں نے نظام حیدر آباد اور مرہٹوں سے ساز باز کر کے 1799ء میں میسور کی لڑائی میں سلطان ٹیپو کو شہید کر دیا۔ سلطان ٹیپو کی شہادت کے بعد نہ صرف میسور کے علاقے پر انگریزوں کا قبضہ ہوا بلکہ ان کا اقتدار برصغیر کے دوسرے علاقوں میں بھی پھیلنے لگا۔ انیسویں صدی عیسوی کے وسط تک انگریز برصغیر کے مغربی علاقوں یعنی پنجاب اور سرحد (خیبر پختونخوا) تک پہنچ گئے۔

☆ 1857ء میں برصغیر کے رہنے والوں نے انگریزوں کی حکومت کو ختم کر کے اپنی آزادی اور خود مختاری بحال کرنے کی کوشش کی مگر کمزور منصوبہ بندی، تنظیم کے فقدان اور محدود وسائل کی وجہ سے انھیں ناکامی ہوئی۔ اس طرح برصغیر پر انگریزوں کا نوآبادیاتی راج مکمل طور پر قائم ہوگیا۔ 1858ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کو ختم کر دیا گیا اور برصغیر کو تاجِ برطانیہ کی براہِ راست عملداری میں دے دیا گیا۔ برصغیر میں حکومت برطانیہ کا نوآبادیاتی راج 1947ء تک قائم رہا۔ 14 اگست، 1947ء کو برطانوی راج ختم ہوا۔ اس طرح پاکستان اور بھارت آزاد ممالک کے طور پر قائم ہوئے۔

انگریزوں کی حکمت عملی

1- برطانیہ میں موجود مختلف صنعتوں کے لیے برصغیر سے خام مال کی فراہمی۔

2- دنیا میں اپنی معاشی طاقت کو منوانے کے لیے برطانوی معیشت کو مضبوط کرنا۔

3- برطانیہ میں موجود مختلف صنعتوں کی تیار شدہ اشیا کی کھپت کے لیے برصغیر کو ایک بڑی منڈی کے طور پر استعمال کرنا۔

4- دنیا میں برطانیہ کو ایک بڑی فوجی طاقت کے طور پر منوانا اور انگریزوں کو ایک برتر قوم کے طور پر روشناس کرانا۔

5- تقسیم کرو اور حکومت کرو کے فارمولے کے تحت مسلمانوں اور ہندوؤں کے درمیان اختلافات کو ہوا دے کر اپنے اقتدار کو طول دینا۔

قیامِ پاکستان میں قائداعظمؒ کا کردار

(Quaid-e-Azam's Role in the Making of Pakistan)

قائداعظمؒ کی شخصیت نے جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کی تقدیر بدل دی۔ انگریزوں اور ہندوؤں کو ہندوستان تقسیم کرنے پر مجبور کر دیا۔ قائداعظم محمد علی جناحؒ 25 دسمبر 1876ء کو کراچی میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد پونجا جناح کاروبار کرتے تھے۔ آپؒ نے ابتدائی تعلیم گھر پر ہی حاصل کی۔ دس سال کی عمر میں آپ کو سندھ مدرستہ الاسلام کراچی میں داخل کروا دیا گیا۔ 1892ء میں میٹرک کرنے کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لیے آپؒ لندن چلے گئے وہاں لنکزان کالج (موجودہ یونیورسٹی) میں قانون کی تعلیم حاصل کی۔ واپسی پر 1896ء میں بمبئی (ممبئی) میں وکالت شروع کر دی اور سیاست میں حصہ لینا شروع کیا۔ انجمن اسلام ممبئی اور کانگرس کے اجلاسوں میں شرکت کی۔ 1906ء کے کلکتہ کے کانگرسی اجلاس میں ممبئی کے مسلم نمائندہ کی حیثیت سے شرکت کی۔ 1913ء میں سید وزیر حسن اور مولانا محمد علی جوہر کے کہنے پر مسلم لیگ کی رکنیت اختیار کی، پھر مسلمانوں کی تاریخ کا رُخ موڑنے میں لگ گئے۔ آپؒ کی مدبرانہ سیاست نے برطانوی استعمار کی جڑیں ہلا کر رکھ دیں۔ ظہور پاکستان کے بعد پاکستان کے پہلے گورنر جنرل مقرر ہوئے۔ آپؒ نے 11 ستمبر، 1948ء کو کراچی میں وفات پائی اور وہیں دفن ہوئے۔

خدمات

1- 1916ء میں قائداعظمؒ نے میثاق لکھنؤ کے تحت دونوں قوموں (ہندوؤں اور مسلمانوں) کو آپس میں متحد کر دیا۔ مسلمانوں کے لیے ہندوؤں سے جداگانہ انتخاب کا حق منوالیا اور ''سفیرِ امن'' کا خطاب پایا۔

2- آپؒ نے 1913ء میں ہندو راہنما گوکھلے کے ساتھ مل کر برطانیہ میں نئی دستوری اصلاحات کا مطالبہ کیا، پھر 1919ء کی مانٹیگو چیمسفورڈ اصلاحات کے لیے قائداعظمؒ کی کوششیں بڑی اہمیت کی حامل ہیں۔

3- 1919ء میں سر سڈنی رولٹ نے ایک ایکٹ پاس کروایا جسے رولٹ ایکٹ کا نام دیا گیا۔ یہ ایک کالا قانون تھا اس میں انتظامیہ کو لامحدود اختیارات دیے گئے اور شہریوں کے حقوق پامال کیے گئے۔ قائداعظمؒ نے اس کے خلاف آواز بلند کی اور حکومتِ برطانیہ سے کہا کہ جو قوم امن کے زمانے میں کالے قانون بناتی ہے وہ مہذب قوم نہیں ہوسکتی۔

4- 1927ء میں تجاویز دہلی میں قائداعظمؒ نے جداگانہ انتخاب کے حق سے دستبردار ہو کر کانگرس سے تعاون کا عندیہ دیا جو پورا نہ ہوسکا۔

5- 1928ء میں نہرو رپورٹ کو مسترد کر کے 1929ء میں چودہ نکات پیش کیے جس سے مسلمانوں کی منزل متعین ہوگئی۔

6- قائداعظمؒ نے 1930ء میں لندن میں ہونے والی پہلی گول میز کانفرنس میں شرکت کر کے مسلمانوں کا نقطہ نظر بیان کیا۔

7- 1935-36ء میں مردہ مسلم لیگ میں جان ڈال کر تحریکِ آزادی کو آگے بڑھایا۔

8- 1937ء میں کانگرس نے اکثریت کے بل بوتے پر 11 میں سے 7 صوبوں میں اپنی وزارتیں تشکیل دیں اور مسلمانوں کو معاشرتی اور سیاسی لحاظ سے تباہ کرنے کی کوشش کی۔ آپؒ نے اپنی سیاسی بصیرت سے ان سازشوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور بالآخر کانگرس نے وزارتوں سے استعفیٰ دے دیا۔ لہٰذا آپؒ نے اظہارِ تشکر کے لیے 22 دسمبر، 1939ء کو مسلمانوں سے یومِ نجات منانے کی اپیل کی۔

9- اکتوبر 1937ء میں لکھنؤ میں مسلم لیگ کے اجلاس میں قائداعظمؒ کو متفقہ طور پر مسلمانوں کا لیڈر تسلیم کر لیا گیا جس کے بعد آپؒ نے ملک گیر ہنگامی دورے کیے۔

10- 1940ء میں منٹو پارک (موجودہ اقبال پارک) میں مسلم لیگ کے اجلاس میں اپنے خطاب میں آپ نے دوقومی نظریے کی وضاحت کی، جو پاکستان کی بنیاد بنا۔

11- آپؒ نے 1940ء سے 1945ء کے درمیانی عرصہ میں ایک طرف حکومت اور سیاسی جماعتوں کے درمیان اور دوسری طرف مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان مفاہمت پیدا کرنے کی کئی کوششیں کیں جن میں کرپس مشن، جناحؒ۔ گاندھی مذاکرات اور شملہ کانفرنس وغیرہ قابل ذکر ہیں۔

12- 1945-1946ء کے مرکزی اور صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں کامیابی قائداعظمؒ ہی کی محنت کا ثمر ہے۔ انھوں نے دونوں قوموں (انگریزوں و ہندوؤں) کی سازشوں کا جال ختم کر دیا۔ آخر کار لارڈ ماؤنٹ بیٹن نے 3 جون، 1947ء کا منصوبہ پیش کر کے قیامِ پاکستان کی حامی بھر لی اور 14 اگست، 1947ء کو پاکستان عالم وجود میں آ گیا۔

مشقی سوالات

(حصہ اول)

1- ہر سوال کے چار جوابات دیے گئے ہیں۔ درست جواب پر (✓) کا نشان لگایئے۔

☆ قراردادِ لاہور کس شخصیت نے پیش کی؟

(الف) اے۔ کے فضل الحق (ب) علامہ محمد اقبالؒ

(ج) مولانا محمد علی جوہر (د) سر آغا خان

☆ سندھ مسلم لیگ نے کب اپنے سالانہ اجلاس میں تقسیم کے حق میں قرارداد منظور کی؟

(الف) 1908ء (ب) 1918ء

(ج) 1928ء (د) 1938ء

☆ 1942ء میں حکومتِ برطانیہ کا کس کی قیادت میں ایک مشن برصغیر آیا؟

(الف) سر پیتھک لارنس (ب) اے۔ وی۔ الیگزینڈر

(ج) سر سٹیفورڈ کرپس (د) لارڈ ویول

☆ قائداعظمؒ نے اپنے مشہور چودہ نکات کب پیش کیے؟

(الف) 1909ء (ب) 1919ء

(ج) 1929ء (د) 1939ء

☆ 19 اپریل، 1946ء کو دہلی میں مسلم لیگ کے ٹکٹ پر منتخب ہونے والے صوبائی اور مرکزی اسمبلی کے ارکان اسمبلی کا ایک کنونشن کس کی صدارت میں منعقد ہوا؟

(الف) لیاقت علی خان (ب) سردار عبدالرب نشتر

(ج) علامہ محمد اقبالؒ (د) قائداعظمؒ

☆ مسلم لیگ اور کانگرس کے درمیان میثاقِ لکھنؤ کب ہوا؟

(الف) 1916ء　　(ب) 1926ء

(ج) 1936ء　　(د) 1946ء

☆ 1946ء کی عبوری حکومت میں کتنے مسلم لیگی وزرا شامل تھے؟

(الف) دو　　(ب) تین

(ج) چار　　(د) پانچ

☆ قانونِ آزادی ہند کب منظور ہوا؟

(الف) 14 اگست، 1947ء　　(ب) 18 جولائی، 1947ء

(ج) 24 اکتوبر، 1948ء　　(د) 3 جون، 1948ء

☆ قراردادِ لاہور آل انڈیا مسلم لیگ کے سالانہ اجلاس میں کب منظور کی گئی؟

(الف) 1930ء　　(ب) 1940ء

(ج) 1946ء　　(د) 1949ء

☆ تجاویزِ دہلی کا سن ہے:

(الف) 1926ء　　(ب) 1927ء

(ج) 1928ء　　(د) 1929ء

☆ جنگِ عظیم دوم کا کس سال میں آغاز ہوا؟

(الف) 1914ء　　(ب) 1919ء

(ج) 1939ء　　(د) 1945ء

☆ جنگِ پلاسی کب ہوئی؟

(الف) 1557ء　　(ب) 1657ء

(ج) 1757ء　　(د) 1857ء

☆ قائداعظمؒ مسلم لیگ میں کب شامل ہوئے؟

(الف) 1913ء　　(ب) 1915ء

(ج) 1917ء　　(د) 1919ء

☆ سلطان فتح علی خان ٹیپو کس ریاست کے حکمران تھے؟

(الف) قلات　　(ب) حیدرآباد

(ج) بہاولپور　　(د) میسور

2- کالم (الف) کو کالم (ب) سے اس طرح ملائیں کہ مفہوم واضح ہو جائے۔

کالم الف	کالم ب
شملہ کانفرنس	1942ء
رولٹ ایکٹ	1946ء
کرپس مشن	1944ء
کابینہ مشن پلان	1919ء
جناحؒ - گاندھی مذاکرات	1945ء

3- خالی جگہ پُر کریں۔

☆ ________ نے سول نافرمانی اور ہندوستان چھوڑ دو کی تحریکیں چلائیں۔

☆ 1946ء کے صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات میں مسلمانوں کو ________ نشستیں حاصل ہوئیں۔

☆ کابینہ مشن پلان ________ برطانوی وزرا پر مشتمل تھا۔

☆ تقسیمِ ہند کے وقت ________ وائسرائے ہند تھا۔

☆ قراردادِ لاہور ________ نے پیش کی۔

☆ جناحؒ - گاندھی مذاکرات کا آغاز ________ میں ہوا۔

☆ برصغیر کو ایک یونین کی شکل دینے کی تجویز ________ مشن نے دی۔

☆ مسلم لیگ نے 16 اگست 1946ء کا دن ________ قرار دیا۔

☆ تقسیمِ ہند کی حد بندی کمیشن کا سربراہ ________ تھا۔

☆ قانونِ آزادی ہند ________ کو منظور ہوا۔

(حصہ دوم)

4- مختصر جوابات دیں۔

☆ وزیر اعلیٰ بنگال حسین شہید سہروردی نے مسلم لیگ کے ارکانِ اسمبلی کے کنونشن 1946ء میں کون سی قرارداد پیش کی؟

☆ کرپس مشن کی تین تجاویز بیان کیجیے۔

☆ قائداعظمؒ نے مسلم لیگ کے 1940ء کے لاہور اجلاس کی صدارت کرتے ہوئے اپنے خطبے میں مسلمانوں کی جدوجہد کے لیے سمت کا تعین کر دیا۔ اس خطبے کے کوئی سے دو نکات بیان کیجیے۔

☆ جناحؒ- گاندھی مذاکرات 1944ء میں قائداعظمؒ کا جواب تحریر کیجیے۔

☆ کئی اہم شخصیات نے برصغیر کو تقسیم کرنے کی رائے پیش کی۔ ان میں سے کوئی سی پانچ شخصیات کے نام تحریر کیجیے۔

☆ کابینہ مشن پلان میں صوبائی گروپ کی تشکیل کیسے ہوئی؟

☆ ویول پلان کے کوئی سے تین نکات لکھیے۔

☆ عام انتخابات 46-1945ء میں کانگرس اور مسلم لیگ کا منشور بیان کیجیے۔

☆ قراردادِ پاکستان کا متن بیان کیجیے۔

☆ عبوری حکومت میں شامل پانچ مسلم لیگی وزرا کے نام لکھیے۔

☆ کابینہ مشن پلان 1946ء کے ممبران کے نام تحریر کیجیے۔

☆ رولٹ ایکٹ 1919ء پر قائداعظمؒ کا موقف بیان کیجیے۔

☆ بھارت نے کشمیر پر قبضہ کیسے کیا؟

☆ 3 جون، 1947ء کے منصوبے کے تحت کُل جماعتی کانفرنس کا انعقاد بیان کیجیے۔

☆ قائداعظمؒ نے ''سفیرِ امن'' کا خطاب کیسے پایا؟

تفصیل سے جوابات دیجیے۔

5- جون 1947ء کے منصوبے کے اہم نکات بیان کیجیے۔

6- قراردادِ پاکستان کا پس منظر، بنیادی نکات اور کانگرس کا اس قرارداد کی منظوری پر ردِعمل بیان کیجیے؟

7- 1945-46ء کے انتخابات کا انعقاد کیوں کیا گیا؟ ان انتخابات کے نتائج سے مسلمانوں کو کس طرح فائدہ پہنچا؟

8- قیامِ پاکستان میں قائداعظمؒ کا کردار بیان کیجیے۔

9- ہندوستان میں انگریز نوآبادیاتی نظام کا حال بیان کیجیے۔

10- کابینہ مشن پلان 1946ء کے نمایاں پہلو بیان کیجیے۔

عملی کام

☆ تحریکِ پاکستان میں حصہ لینے والے مسلم راہنماؤں کے متعلق معلومات اکٹھی کریں اور اُن کی تصاویر کا ایک البم تیار کیجیے۔